ے الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا .....

بارہ وفات یا عید میلاد النبیؐ کے نام پر

توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

امسال عید میلاد النبیؐ کا آنکھوں دیکھا حال

تحریر: ع ف ق

اسلام میں خوشی وغم کے کچھ ضابطے اور طریقے مقرر ہیں۔ ہمارے دین نے بلکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں شتر بے مہار نہیں چھوڑا۔ وہ اپنے اسوۂ حسنہ سے اور اپنی تعلیمات سے ہمیں خوشی منانے اور غم کا سامنا کرنے کے بارے میں بہت کچھ بتا گئے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت ۹ ربیع الاول کی بجائے ۱۲ ربیع الاول تھا تو پھر بھی غم خوشی پر بھاری ہوتا ہے۔ کیونکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔ اور یہ بات عموماً سب ہی مانتے ہیں۔ ہمارا معاملہ کس قدر عجیب بلکہ احمقانہ ہے کہ ہم ساڑھے تیرہ سو سال قبل شہید ہونے والے نواسے کے غم میں عقل وخرد سے اتنے بیگانے ہو جاتے ہیں کہ نانا محترم کے پاک باز ساتھیوں کو برا بھلا کہنے سے باز نہیں آتے۔ عشرۂ محرم الحرام میں اصحابِ رسول کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا ہو جاتا ہے۔ لیکن ٹھیک ایک ماہ بعد نانا محترم کی وفات کا دن آتا ہے اور ہم ان کے یوم ولادت کے بہانے خوشیاں مناتے ہیں۔ کیا کسی ہوش مند سے اس رویے کی توقع کی جا سکتی ہے؟ لیکن ہمارا مسئلہ عقل وخرد سے بالا ہے۔ اس میلاد النبی کا نام کچھ عرصہ قبل ''بارہ وفات'' تھا۔ بلکہ آج بھی بچے گلیوں اور بازاروں میں بارہ وفات کا چندہ کہہ کر جھولی پھیلاتے ہیں۔ اس سال یہ دن مورخہ 15 مئی بروز جمعرات آیا۔ زندہ دلان لاہور نے حسب روایت دھوم دھام سے یہ دن منایا۔ اس کا مختصر سا حال آئندہ سطور میں قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے گھر کے قریب ہی مسجد غوثیہ گنبد والی (قلعہ لچھمن سنگھ راوی روڈ) ہے۔ اس مسجد کے باہر لوگوں کا مجمع تھا۔ کرسیاں بچھی ہوئی اور سامنے ایک چھوٹا سا بچہ.... جس پر شاید نماز بھی فرض نہ

ہوئی ہو......ڈانس کرر ہا تھا۔ایک میراثی گانا گا رہا تھا اور وہ بچہ جس مہارت سے ناچ رہا تھا، وہ نا قابل بیان ہے۔ مجھے اس بچے کی بدقسمتی پر تو افسوس ہوا لیکن زیادہ غصہ اس امام مسجد پر آیا کہ جس کی مسجد کے بالکل سامنے یہ ''محفل موسیقی'' ہو رہی تھی اور وہ مزے سے سو رہا تھا۔ کیونکہ اسے روٹی مل چکی تھی۔عید میلاد کا سوٹ بھی مل چکا ہوگا۔اب اس کی طرف سے چاہے سارے جہنم جائیں۔

ذرا آگے بڑھا تو ایک سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا ڈاڑھی اچھی طرح صاف کر کے لڑکی کا روپ دھارے ہوئے تھا۔ آتے جاتے لڑکے اسے دیکھتے، اس پر آوازے کستے اور وہ جوش وخروش سے جواب دینے کی کوشش کرتا۔ کچھ دیر بعد اس نے بھی اپنے ''فن'' کا مظاہرہ شروع کر دیا۔کریم پارک راوی روڈ کی ایک معروف بستی ہے۔ یہاں بھی ''عاشقانِ رسولؐ'' مصروف عمل تھے۔ایک جگہ ایک نوجوان کمپیوٹر پر بڑی سکرین کے ذریعے بھارتی گانوں کی ویڈیو ٹیپ چلا رہا تھا۔ چلتے چلتے چند لمحے کیلئے میں یہاں رکا۔ ناچنے والی طوائف یقیناً ہندو عورت تھی۔ نہ جانے وہ کس چیز کی خوشی منا رہی تھی لیکن یہاں موجود لڑکے اور آنے جانے والے مرد وخواتین اسے ناچتے دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اور اپنی آنکھیں بھی سینک رہے تھے۔ میں یہاں سے چلا تو کچھ ہی فاصلے پر سڑک بند کی گئی تھی۔ میں نے موٹر سائیکل کو تالا لگایا اور پیدل چل پڑا کہ دیکھیں عقیدت و محبت کے کیا کیا رنگ کھل رہے ہیں۔ یہاں ایک بڑی سی سٹیج بنی ہوئی تھی جس پر مختلف لوگ براجمان تھے۔ نمایاں افراد چار پانچ تھے۔کسی کا ہاتھ ڈھولکی پر تھا تو کوئی منہ میں سارنگی کی ناب ڈالے ہوئے تھے۔کوئی ڈفلی تھامے تھا تو کوئی ہارمونیم پر ہاتھ تیز کر رہا تھا۔ پتہ چلا کہ ان ''مقدس آلات موسیقی'' کے ذریعے اُس عظیم ہستی کی شان وعظمت بیان ہونے والی ہے جو آلات موسیقی کو توڑنے کیلئے آئے تھے۔ مزید معلومات میں اضافہ یہ ہوا کہ اس وجد آفرین روحانی محفل کے روح رواں جماعت اسلامی کے ایک مقامی رہنما ہیں۔

یہاں سے میں نے اپنا رخ لاہور کے مشہور بازار حسن کی طرف کرلیا۔ اس بازار کا بھی نرالا دستور ہے۔ نواسے کی شہادت پر پورے دس روز بازار گناہ بند رہتا ہے۔طوائفیں سیاہ لباس پہن کر ماتم میں مصروف رہتی ہیں۔ مجالس عزا منعقد کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔لیکن خود نانا کی یوم وفات پر بازار بند تو کجا عام دنوں سے بھی زیادہ رونق ہوتی ہے۔ ہر طرف شور وغل، نوجوانوں کا انبوہ کثیر جو سڑکوں پر چل پھر رہا تھا۔لیکن ابھی ناچ گانے کا باقاعدہ آغاز نہیں ہوا تھا۔ مختلف بینر اور اشتہار جا بجا آویزاں تھے۔ جن سے معلوم ہوا کہ بعض طوائفوں نے اپنے مجروں کو عید میلاد النبی کی آڑ میں مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کی ہے۔اس پر سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا پڑھا جا سکتا تھا۔لیکن ایک بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ یہ کہ

اس رات بازار حسن میں صرف لوگوں کا ہجوم تھا۔ کہیں بھی سر بازار رقص نہیں ہو رہا تھا اور نہ ہی لڑکیوں کو چھیڑا جا رہا تھا۔ یہ ''سعادت'' اگر حاصل ہو رہی تھی تو ان کو جو ''شریف زادے'' تھے اور جن کا اس بازار سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بازار حسن سے باہر نکلا تو قریب ہی ایک اور علاقے کا رخ کیا۔ کچھ فاصلے پر تیز روشنی نظر آ رہی تھی۔ میں قریب گیا تو یہاں بھی وہی منظر تھا کہ تیز میوزک چل رہا تھا اور ایک نوجوان اس کی دھن پر رقص کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جونہی وہ کوئی واہیات سا پوز بناتا، تماشائی اُسے کھلے دل سے داد دیتے۔ جب میں محفل سماع کی طرف پیدل چل رہا تھا تو میرے ساتھ چند اور لڑکے بھی چل رہے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکا کہنے لگا کہ یہاں سے موج میلہ کرنے کے بعد دربار جانا ہے کیونکہ آج جمعرات ہے۔ وہاں بھی بہت زیادہ رونق ہوگی۔ بڑا مزا آئے گا۔ دوسرا کہنے لگا کہ نہیں پہلے ہیرا منڈی چلتے ہیں، بعد میں سلام کرنے دربار صاحب جائیں گے۔ باقی لڑکوں کی رائے یہ تھی کہ ابھی ہیرا منڈی میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے پہلے دربار سے ہو آئیں تا کہ بعد میں یکسو ہو کر ہیرا منڈی آ جائیں، اس پر ان سب کا اتفاق ہو گیا۔

مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا ایک جملہ یاد آ گیا۔ وہ کسی جگہ فرماتے ہیں کہ جہاں بدعت آتی ہے وہاں سے سنت اٹھ جاتی ہے۔ غور فرمایئے کہ جہاں سے سنت اٹھ جائے کیا وہاں رب العزت کی رحمتیں نازل ہوں گی؟ ہرگز نہیں۔ ہم نے عید میلاد النبیؐ کی بدعت عیسائیوں کے بڑے دن یوم ولادت مسیح کے جواب میں رائج کی۔ اس دن کو ہمارے مولویوں نے خوشی کا دن قرار دیا اور لوگوں کو خوشیاں منانے کی طرف راغب کیا۔ اب عام آدمی کا مسئلہ تھا کہ وہ خوشی منانے کیلئے کیا طریقہ اختیار کرتا ہے؟ عام آدمی نے جب مولوی سے عید میلاد کی دلیل مانگی، اسے کوئی جواب نہ مل سکا۔ پھر اسے کیا ڈر تھا کہ وہ جو مرضی کرتا پھرے، کوئی اس کو کس منہ سے روک سکتا تھا۔ آج آپ کہیں کہ عید میلاد النبی پر رقص و سرور کی محافل نہ سجائی جائیں، لڑکیوں کو نہ چھیڑا جائے، لڑکیاں زرق برق اور باریک لباس پہن کر، میک اپ کر کے بازاروں میں نہ جائیں۔ اگر وہ جواب میں یہ کہہ دیں کہ مولوی صاحب آپ کے پاس اس دن کو منانے کی دلیل کیا ہے؟ عید میلاد النبی کی وجہ جواز کیا ہے؟ کیا نبی اکرم ﷺ یا خلفاء راشدین نے یہ دن منایا یا بعد میں آئمہ اربعہ وغیرہ نے یہ دن منایا؟ ہمارے علماء کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اس لئے وہ لوگ زیادہ سے زیادہ جوش و خروش سے اس دن کے منانے کی ترغیب دیتے ہیں تا کہ لوگ اپنے حال میں مست رہیں اور ان کی طرف نہ آئیں۔ مبادا ان کی روٹی نہ بند ہو جائے۔ افسوس ان مولویوں نے محض شکم پروری کیلئے امت کے ایک کثیر حصے کو تباہی و بربادی کے راستے پر لگا دیا۔ اس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم

ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی کہ ان کے نام پر جو دن منایا جاتا ہے۔اس میں وہ کام کئے جاتے ہیں جن سے سوائے شیطان کے اور کوئی خوش نہیں ہوسکتا۔

کیا عید میلا دالنبی کے دن عورتوں کا بازاروں میں گھومنا نبیؐ کی تعلیمات کے مطابق ہے؟

عید میلا دالنبی کے دن لڑکوں کا لڑکیوں پر آوازے کسنا، ان سے چھیڑ خانی کرنا، یہ کس کی یاد منانے کا طریقہ ہے؟

نبی کریم ﷺ کی سالگرہ کی آڑ میں رقص وسرور کی محافل کا سجانا، اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوسکتی ہے؟

یہ بات بھی پیش نگاہ رہے کہ بارہ وفات منانے والے اکثر لوگ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور وہ محافل میلا د یا وفات میں شرکت کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ اگرچہ باطل ہے لیکن اس عقیدے کے رکھنے کے بعد مذکورہ بالا حرکتیں تو اور زیادہ قابل مذمت ہیں کہ جن گلیوں اور بازاروں میں رسول کریم ﷺ حاضر ہیں، ان کی موجودگی میں یہ خرمستیاں اور بدمعاشیاں ......ان کا کیا معنی و مفہوم ہے؟ یاد رکھیئے! ختم ،قل، برسی وغیرہ بھی بدعات ہیں لیکن ان میں مذہبی رنگ نمایاں ہوتا ہے، ان میں یہ بکواس اور واہیات کام نہیں ہوتے۔اس لئے ہم انہیں زیادہ سے زیادہ گمراہی کہیں گے، ناجائز کہیں گے، شرکاء کو گناہ گار کہیں گے ،لیکن عید میلا دالنبی کی آڑ میں بدمعاشی و بدتہذیبی اور اخلاق رذیلہ کا مظاہرہ یہ بدعت ہی نہیں بلکہ شان رسالت مآبؐ میں بدترین گستاخی ہے۔ یہ سراسر توہین رسالت ہے اور ایسی توہین کہ جو سلمان رشدی کو بھی نہ سوجھی ہوگی۔اس کے ذمہ دار عوام کالانعام نہیں بلکہ مولوی ہیں۔

بشکریہ ''الاخوہ'' لاہور

مولانا فیض احمد صاحب کی مدینہ منورہ سے واپسی

جامعہ علوم اثریہ جہلم کے مدرس اور خطیب جامع مسجد علیا اہل حدیث بلال ٹاؤن مولانا فیض احمد صاحب گزشتہ دنوں مدینہ یونیورسٹی میں موسم گرما کی اڑھائی ماہ تعطیلات گزارنے جہلم پہنچے۔ اسلام آباد ائیرپورٹ پر احباب جماعت نے استقبال کیا۔یاد رہے کہ سالانہ امتحان میں وہ **97** فیصد نمبر حاصل کر کے ''درجہ ممتاز'' میں کامیاب ہوئے۔ادارہ ''حرمین'' اور احباب جماعت ان کی عظیم الشان کامیابی پر انہیں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ دوران قیام فیض احمد صاحب مسجد علیا میں خطابت کے علاوہ دیگر مساجد میں دروس قرآن وحدیث کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔